بیان نمبر:9

بیان :جمعة المبارک

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ رسوله الکریم،امابعد

سامعین گرامی قدر!

ماہ رجب المرجب کے کیا کہنے اس ماہ مبارک میں جہاں اسلامی تاریخ کے اہم واقعات رونما ہوئے وہیں اس ماہ مبارک کی شان وعظمت کو بڑھانے والا اسلامی تاریخ کا عظیم وشان واقعہ ,,**معراج النبی** ﷺ،، بھی اسی ماہ مبارک کونصیب ہوا۔ہم عرصہ دراز سے واقعہ معراج سنتے سناتے آرہے ہیں۔اس مرتبہ ہم واقعہ معراج نہیں سنیں گے بلکہ آج کے بیان میں ہم یہ سننے کی سعادت حاصل کریں گے کہ اس واقعے سے اہلسنت وجماعت کے کون کون سے عقائد ثابت ہوتے ہیں۔

لہذا آج ہمارے بیان کا موضوع ,,**معراج النبی** صلی اللہ علیہ وسلم **اور عقائد اهلسنت**،، ہے۔اللہ رب العزت حق بیان کرنے اوراسکوسن سنا کرسب کو ہدایت وعمل کی سعادت نصیب فرمائے۔**آمین بجاه سیدالانبیاء والمرسلین**

فرمان باری تعالیٰ ہے: ,,**سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ**،، (پارہ:15سورۃ الاسراء۔ بنی اسرائیل ،آیت:1)

ترجمہ: (ہرعیب ونقص سے) پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندۂ خاص کوسیرا کرائی،رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام (کعبۃ اللہ شریف) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک۔جسکے گردونواح (اطراف،اردگرد) کوہم نے بابرکت بنادیا تاکہ ہم اپنے بندے کواپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔بیشک وہی سب کچھ سننے اوردیکھنے والا ہے۔

الله هر عیب سے پاک هے

اللہ رب العزت نے قرآن مجید کے پارہ 15 کی پہلی آیت میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے پہلا لفظ ارشاد فرمایا: ,,**سُبۡحَان**،، جسکے معنی ہیں ,,پاکیزہ،منزہ،ستھرا،بےعیب ہونا۔لفظ ,,**سبحان**،، مختلف سورتوں میں تقریباً 41 مرتبہ آیا ہے۔علامہ زمخشری نے لکھا ہے: اللہ تعالیٰ ان تمام کمزوریوں اور کوتاہیوں سے پاک ومُنزَّہ ہے جن سے کفار اللہ تعالیٰ کو مُتَّہَم کرتے (تہمت لگاتے) ہیں۔(تفسیر کشاف،للزمحشری،ص9) گویا اللہ رب العزت نے قیامت تک آنے والے اہل ایمان کو بتادیا کہ اے ایمان والو!تم اپنے ایمان کے دعوے میں سچے تب ہی ہوسکتے ہو جب مجھے ہرعیب ونقص سے پاک مانو۔اپنی اسی پاکی کو بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں اپنے لئے لفظ ,,سبحان،، ارشادفرمایا تاکہ تم پر واضح ہوجائے کہ رب العلمین ہرعیب سے پاک ہے،وہ جھوٹ،غیبت،چغلی،وعدہ خلافی ،گالی گلوچ اور ہراس چیز سے پاک ہے جو اہل عقل ودانش کے نزدیک عیب شمار کیا جائے۔اللہ رب العزت چونکہ عالم الغیب والشھادہ (ہرغیب وظاہر چیز کو ہمیشہ جاننے والا) ہے وہ جانتا ہے کہ بعض لوگ میرے نازل کردہ قرآن کی آیت کریمہ ,,**اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ**،، (بےشک اللہ ہرچیز پرقادر ہے) پڑھ کرمیری طرف جھوٹ جیسے عیب منسوب کرنے کی ناکام کوشش کریں گے اور کہنا شروع کردیں گے کہ اللہ رب العزت نے خود قرآن مجید میں فرمایا کہ وہ ,,ہرچیز پر قادر ہے،، اور جھوٹ بھی ایک چیز ہے،تو نعوذ باللہ !اللہ جھوٹ پربھی قادر ہے۔ان بدبختوں کے اس گمراہ کن عقیدے کا کتنے خوبصورت انداز میں اوروہ بھی صرف ایک لفظ ,,**سبحان**،، سے رد فرمادیا کہ لوگو!ان بدبختوں کے دھوکے میں نہ آنا۔یہ سچ ہے کہ ,,اللہ ہرچیز پرقادر ہے،، لیکن یادرکھنا کہ وہ ہرعیب ونقص سے پاک بھی ہے۔اوردنیا کا بڑے سے بڑا جھوٹوں کا سردار بھی جھوٹ کوعیب مانتا ہے۔تو جس کو ہرذی شعور شخص عیب مانتا ہووہ خالقِ کائنات میں کیسے ہوسکتا؟اسی لئے ہم خودہی تمہیں بتائے دیتے ہیں کہ اللہ ہرعیب سے پاک ہے۔کیونکہ جس میں عیب ونقص ہووہ خدانہیں ہوسکتا اور جوخدا ہے اسمیں کوئی عیب ونقص نہیں ہوسکتا۔

ساری کائنات رب تعالیٰ کی محتاج هے

اسی آیت کریمہ میں ارشادفرمایا: ,,**اسری**،، (پاک ہے وہ ذات) جس نے سیر کرائی۔

حضور سید عالم ﷺ کو اس عظیم وشان سیر کے ذریعے بہت اعلیٰ مراتب عطا فرمائے ،لیکن اس بات کی طرف بھی اشارہ فرمادیا کہ ہم نے اپنے بندۂ خاص کو کائنات کی سیر کے ذریعے بڑے مراتب عطا فرمائے لیکن یادرکھنا ساری کائنات والے حضور جان عالم ﷺ سمیت سب میرے ہی محتاج ہیں میں کسی کا محتاج نہیں ۔ کیونکہ سیر کرنے والا سیر کرانے والے کا محتاج ہوتا ہے ۔ہم نے محبوب ﷺ کو سیر کرواکر انکے درجات بھی بلند کئے اور یہ بھی واضح کردیا کہ حضور جان عالم ﷺ بھی اتنے عظیم وجلیل مرتبے پر فائز ہونے کے باوجود ہمارے محتاج ہیں تو علماء ومشائخ وپیران عظام ،اولیاء کاملین کیوں نہ ہمارے محتاج ہوں گے ۔سب کو جو کچھ ملتا ہے ہماری بارگاہ سے ہی ملتا ہے ۔

حضور ﷺ اللہ کے بندے ھیں

اسی آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے حضور جان عالم ﷺ کیلئے ,,بعبدہٖ،، فرمایا: کہ اپنے خاص بندے کو سیر کرائی ۔

عبد کے معنیٰ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کو جن کمالات وامتیازات سے نوازا ،ان میں سے سب سے بڑا امتیاز وکمال عبدیت کاملہ کا مقام ہے ۔عربی میں ,,عبد ،، کا معنیٰ ,,غلام،، و ,,بندہ،، کے ہیں اور کسی کے عبد (بندہ یا غلام) ہونے کو عبدیت سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔عبد کے معنیٰ ومفہوم کے بارے میں عام لوگوں میں غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ لفظ عبد صرف انسان پر ہی بولا جاتا ہے ،جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اپنی معنوی وسعت کے اعتبار سے لفظ ,,عبد،، کائنات میں جو کچھ موجود ہے سب کو شامل ہے ۔کیونکہ کائنات کی ہر شئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبدیت کا درجہ رکھتی ہے ۔عبادت کے لائق صرف خالق کائنات کی ذات ہے مخلوق میں سے ہر شئی شجر وحجر ،پہاڑ ومیدان ،خشک وتر ،جن وانس ،ملائکہ حیوانات ،نباتات ،جمادات غرض ہر شئی خالق کائنات سے رشتۂ بندگی رکھتی ہے ۔

نکتہ: حضور ﷺ کو جسمانی معراج بیداری کی حالت میں ہوئی کیونکہ فرمایا گیا ,,بعبدہٖ،، اپنے بندے کو لے گیا ،اور بندہ روح وجسم دونوں کا نام ہے ۔

آپ ﷺ کیلئے لفظ ,,عبد،، فرمانے کی حکمتیں

حضور سید عالم ﷺ کا ذکر ,,بِعَبْدِہٖ،، سے فرمایا ۔جسمیں متعدد حکمتیں ہیں ۔ان میں سے ایک تو یہ کہ حضور مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی عظیم شانیں دیکھ کر امتی غلط فہمی میں مبتلا ہوکر آپ ﷺ کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ سمجھ بیٹھیں جیسے عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کمالات کو دیکھ کر گمراہی میں جا پڑے اور آپ کو خدا کا بیٹا کہنے لگے ۔اس کے علاوہ مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ جب حضور ﷺ بارگاہ صمدیت میں مقامِ ,,قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى،، پر فائز ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے دریافت فرمایا ,,بِمَ اُشَرِّفُكَ يَامُحَمَّدُ ،، اے پیارے! آج میں تجھے کس لقب سے یاد کروں؟ تو حضور جان کائنات ﷺ نے عرض کی ,,بِنِسْبَتِیْ اِلَيْكَ بِالْعُبُوْدِيَّةِ،، یاباری تعالیٰ! مجھے اپنا بندہ کہنے کی عظیم نسبت سے مشرف فرما ۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ذکرِ معراج میں اسی لقب سے یاد فرمایا جو اس کے حبیب ﷺ نے اپنے لئے پسند فرمایا ۔

نوٹ: اس سے وہ جاہل وبے عمل دنیادار اور پیر جن کی جہالت کے ہر سو چرچے ہوتے ہیں لیکن چار مریدوں کے ہاتھ پاؤں چومنے پر اپنے آپ کو خدا کا بندہ کہلانے میں شرم محسوس کرتے ہیں بلکہ بعض گمراہ تو معاذ اللہ عزوجل خود ہی خدائی کا دعوٰی کرتے اور جاہل مریدوں سے اپنے آپکو سجدے کرواتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ایسوں کو سچی توبہ نصیب فرمائے ورنہ تباہی وبربادی انکا مقدر فرمائے ۔ آمین

عبدالمصطفی ،عبدالنبی نام رکھنا کیسا؟

بعض حضرات کہتے ہیں کہ ,,عبدالمصطفیٰ ،عبدالنبی ،غلام رسول ،غلام نبی ،اور غلام محمد،، وغیرہ نام رکھنا شرک ہے ،کیونکہ انسان صرف اللہ کا بندہ اور غلام ہی ہوتا ہے نہ کہ کسی مخلوق کا ۔

آیئے اسکا مختصر جواب بھی سن لیتے ہیں :یادرہے! ہم اہلسنت وجماعت یہ نام رکھنا جائز بلکہ باعث برکت سمجھتے ہیں ۔

عبد کے معنیٰ عابد بھی ہوتے ہیں اور غلام وخادم کے بھی ،جب لفظ ,,عبد،، کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے گی جیسے ,,عبداللہ ،عبدالرحمٰن،، وغیرہ تو وہاں ,,عبد،، کے معنی عابد (عبادت کرنے والا ،بندگی کرنے والا) ہوگا ،اور جب اسکی نسبت غیر اللہ کی طرف کی جائے تو معنیٰ ,,خادم وغلام،، ہوں گے ۔لہذا ,,عبدالنبی ،عبدالمصطفیٰ ،عبدِ رضا،، کے معنی ,,نبی ،مصطفیٰ ﷺ اور رضا کا خادم وغلام،، ہونگے

۔نہ کہ معاذ اللہ انکے بندے، جو شخص کھینچ تان کر ان الفاظ کو شرک قرار دے وہ قرآنی تعلیمات سے دور ہے۔ کیونکہ قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور جان عالم ﷺ کو حکم فرمایا کہ ,,**قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا**،،(سورۃ الزمر، آیت53)

ترجمہ: (اے محبوب) تم فرمادو! اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید و مایوس نہ ہو، بے شک اللہ سب بخش دیتا ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ,,**قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ**،، ,,**يٰعِبَادِیْ**،، کی ,,ی،، ضمیر متکلم کا مرجع نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔ (امداد المشتاق، ص93) اس سے معلوم ہوا کہ ,,**يٰعِبَادِیْ**،، سے مراد رسول اللہ ﷺ کے بندے ہیں یعنی بندے کا لفظ ,,خادم وغلام،، کے معنیٰ میں استعمال فرمایا گیا ہے۔ اب آیت کا معنی ہوگا ,,اے محبوب فرمادو! اے میرے غلامو!۔

اس فرمان عالی شان سے کفار خود بخود نکل گئے کیونکہ وہ حضور کے غلام و خادم نہیں بلکہ صرف مسلمان ہی آپ ﷺ کے خادم وغلام ہیں۔

اسی لئے امام اہلسنت الشاہ **امام احمد رضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

يٰعِبَادِیْ کہہ کے ہم کو شاہ نے

اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ,,**ازالۃ الخفاء**،، میں حدیث نقل کی ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو منبر پر خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، اور فرمایا: اے لوگو! میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ اور یہ اس لئے کہ میں حضور سید عالم ﷺ کیساتھ رہا ہوں۔ (اور فرمایا:) ,,**كُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ**،، میں حضور کا بندہ اور خادم وغلام ہوں۔ (الفوائد، جز اول، ص210، امام اصبھانی، کنز العمال، ج 3ص 147، حیاۃ الحیوان، للدمیری، ج1، ازالۃ الخفاء، للشاہ ولی اللہ الدھلوی، ج2ص63) گویا سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے آپکو ,,عبد المصطفیٰ، عبد النبی،، قرار دے رہے ہیں اور اس پر کسی صحابی یا تابعی نے انکار نہیں کیا، اگر یہ ناجائز وگناہ یا شرک ہوتا تو صحابۂ کرام اس پر ہرگز خاموش نہ رہتے۔ ان کا خاموش رہنا اس وجہ سے بھی تھا کہ حضور سید عالم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ,,**اِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ**،، بے شک شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سایہ سے بھی بھاگتا ہے۔ بھلا جس کے سایہ سے شیطان بھاگے وہ شرک جیسی بات کیسے کر سکتے ہیں؟؟؟

اور صحابہ وتابعین کی خاموشی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے حضور جان عالم ﷺ سے یہ سنا ہوا تھا ,,**عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ**،، تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین جو ہدایت یافتہ ہیں کی سنت لازم ہے (ترمذی شریف، ج2ص92، ابن ماجہ، ص5، ابوداؤد، ج2ص279، مسند دارمی، ص26، مسند احمد، ج4ص 27، مستدرك، ج1ص95)

لہذا صحابۂ وتابعین کا یہ نظریہ تھا کہ خلفاء راشدین میں سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو کہ حدیث مبارکہ کی وجہ سے ہدایت یافتہ ہیں اور جس کو رسول اللہ ﷺ ہدایت یافتہ فرمائیں وہ کبھی گمراہ نہیں ہوسکتا اور نہ گمراہی والی بات کر سکتا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ ہمیں تو خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا گیا اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کا ,,عبد،، خادم وغلام کہا ہے تو ہم بھی آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے نہ صرف اس کو جائز سمجھتے ہیں بلکہ باعث برکت جانتے ہیں۔

عبد کی اقسام

یاد رہے! اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق ہی اسکی عبد ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شئے عبد ہے۔ عبد کی تین قسمیں ہیں۔

(1) عبدِ رقیق (2) عبدِ آبِق (3) عبدِ ماذُون

عبدِ رقیق

اس سے مراد وہ غلام ہے جو پوری طرح اپنے مالک کے قبضہ ومِلک میں ہو۔ عام مؤمنین خواہ فرمانبردار ہوں یا نافرمان سب اللہ تعالیٰ کے

نزدیک عبدرقیق کے درجے میں ہیں۔یعنی دائرہ اسلام میں داخل ہونے بعد سب عبدرقیق کا درجہ رکھتے ہیں۔
لہذا آج کل جو بعض فحاشی وعریانی پھیلانے والی کلمہ گوخواتین نے بھی یہود ونصاریٰ کی خواتین سے متاثر ہوکرنعرہ لگانا شروع کردیا ہے کہ ,,میرا جسم میری مرضی،، یہ سراسر اسلام مخالف نعرہ ہے۔جب کلمہ پڑھ لیا تو اب ہم عبدرقیق کی طرح ہوگئے(اس غلام کی طرح ہوگئے جس کے پاس جو کچھ بھی ہے سب اس کے مالک کا ہے)اور جب سب کچھ ہمارے مالک ومولیٰ جلّ جلالہ کا ہے تو یہ کہنا کیسے درست ہے ,میرا جسم میری مرضی،نہیں نہیں ہرگزنہیں،جیسے ہی ہم نے کلمہ پڑھا ہماری جان،مال،اولاد،عزت،آبرو،تن،من،دھن،سب کچھ ہمارے مالک ومولیٰ کا قرار پایا لہذا اس پر میری مرضی نہیں بلکہ میرے مالک ومولیٰ کی ہی مرضی چلے گی۔لہذا جو ,,میرا جسم میری مرضی،،کا نعرہ لگانے والے ہیں یا تو وہ اس اسلام مخالف نعرے کو چھوڑ دیں یا پھر اسلام کا نام لینا چھوڑ دیں۔

عبدِ آبق

اپنے مالک سے بھاگے ہوئے غلام کو کہتے ہیں جو اپنے آقا سے دور چلا گیا ہو۔جیسے کفار،مشرکین،منافقین اور بدمذہب وغیرہ۔

عبدِ ماذُون

جو مالک کی ملک اور اسکے قبضہ میں ہے اور اسکی قابلیت وصلاحیت،استعداد اور خوبی کی وجہ سے مالک نے اسے اپنے کاروبار کا مختار وماذون بنا دیا ہو اور اسے اس بات کا اذن(اجازت دی)ہو کہ وہ مالک کے کاروبار میں جائز وممکن تصرف کرے۔اس غلام کا بیچنا،خریدنا،لینا،دینا سب کچھ اس کے مالک کا بیچنا،خریدنا،لینا،دینا ہی قرار پائے گا۔اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بمنزلہ عبد ماذون(اجازت یافتہ بندوں کے درجے میں)ہیں اللہ تعالیٰ ہر ایک کے قرب کے مطابق ماذونیت کا شرف عطا فرماتا ہے۔عبد ماذون(اجازت یافتہ بندہ وغلام)مختلف درجات طے کرکے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام محبوبیت پر فائز ہوجاتا ہے،حضور سید عالم ﷺ ماذونیت کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں اور آپ ﷺ کی عبدیت معراج سے سرفراز ہوئی۔اس لئے آپ ﷺ ہی سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے عبد ماذون ہیں۔خود اللہ رب العزت فرماتا ہے:,,مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ،،کون ہے جو اسکے اذن وحکم کے سوا سفارش کرے۔
حضور ﷺ سب سے پہلے روز قیامت بارگاہ الٰہی سے اذن(اجازت)پاکر شفاعت فرمائیں گے۔لہذا ہر کام باذن اللہ عینِ توحید ہے،بغیر اذن(اجازت)کے شفاعت کا اعتقاد(عقیدہ رکھنا)شرک ہے اور اذن کیساتھ عینِ توحید ہے۔لہذا یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ رب العزت کے اذن کے بغیر کوئی شخص حاجت پوری کرسکتا ہے شرک ہے اور جب اذنِ الٰہی کا عقیدہ آیا تو شرک ختم ہوگیا۔لہذا توحید وشرک میں فرق واضح ہونے کیلئے اذن الٰہی ہونا یا نہ ہونا اصل معیار ہے۔اب اگر کوئی اولیاء اللہ کو باذن اللہ حاجت روا،مشکل کشاء،داتا،غوث کہے تو شرک نہیں ہوگا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی سانس بھی نہیں لے سکتا،نہ پلک جھپک سکتا اور نہ ہی ہونٹ ہلا سکتا ہے۔اور اللہ چاہے تو جبریل امین اپنے ایک پر کے اوپر پوری بستی کو اٹھا کر اتنا اونچا لے جائیں کہ آسمان والے اس بستی کے کتوں کے بھونکنے کی آواز سن لیں،اللہ چاہے تو عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ فرمائیں،پیدائشی نابینا کو آنکھیں دیں،ہاتھ سے مٹی کا پرندہ بنا کر اسمیں پھونکیں تو وہ زندہ ہوکر اڑنے لگے،سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دریائے نیل کو خط لکھیں تو وہ چلنا شروع کردے،سرزمینِ مدینہ پر دُرّہ ماریں تو وہ ایسی ساکن ہو کہ آج تک دوبارہ وہاں زلزلہ نہ آئے۔اور اللہ چاہے تو جس دروازے کو کئی لوگ مل کر نہ اٹھا پائیں شیر خدا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر ڈھال کے طور پر استعمال فرمائیں۔
اور اگر یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم کے بغیر یہ امور انجام دے سکتا ہے تو بلاشبہ وہ شخص مشرک ہوجائے گا۔لہذا یہ فرق ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیے۔

خادم العلم والعلماء:**ابو حمزہ محمد آصف مدنی** غفرلہ المولیٰ القدیر
رابطہ نمبر:0304.5845090 واٹس اپ نمبر:0313.7013113